عقاید:

حج امام خمینیؒ کی نظر میں

پروفیسر شاہ محمد وسیم
علی گڑھ

تعلیمات اسلامی کا مطالعہ کیجئے تو ایک ایسا نظام حیات ، ایک ایسا اجتماعی منظر اجاگر ہوگا جہاں نہ کالے گورے کا فرق نظر آئے گا۔ نہ جغرافیائی حدود کا پابند معاشرہ ، نہ امیر وغریب کی تفریق ، نہ نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت۔''لا ابیض ولااسود فی السلام''دین محمدی کا پیغام ہے، اور''انما المومنون اخوہ''اس کی تعلیم ہے اس آواز کے ساتھ کہ جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔(فان لله مافی السموت والارض) ہرفرد کوتعلیم بندگی دی جارہی ہے۔ اسی لئے انسانوں کے مابین آپسی تعلقات اللہ ہی کے واسطے سے ہونا چاہئیں کہ یہ بات ایک صحت مند معاشرہ کی ضمانت ہے۔

''مذہب اسلام اتحاد کا حامی ہے۔ یہ بت پرستی خودغرضی او دنیاوی شان وشوکت کی تکذیب کرتا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جوانسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔''

اسلام عدل وانصاف قائم کرتا ہے۔ اب کوئی جھوٹے آقاؤں کی پرستش نہیں کرے گا۔ بلکہ بادشاہ وحکمراں خود بندگان خدا کی ان صفوف میں نظر آئیں گے جہاں محمود وایاز کا فرق مٹ جاتا ہے۔

اسلام دنیا کو دین کے تابع قرار دیتا ہے۔ عبادت کو ہر شعبہ حیات اور حرکات وسکنات میں سمو دیا گیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔(الدنیا مزرعة الآخرة) نماز میں صراط مستقیم پالینے کی دعا اور ان مرسلین وصالحین کے طرز زندگی پر جینے کی آرزو نے واضح کیا کہ انسان عبادت زندگی سدھانے کے لئے اور آخرت کی کامیابی کے لئے کرتا ہے۔ اس مقصد کے تحت تمام تفرقوں کو مٹ جانا چاہئے، دشمنیاں نیست ، نابود ہوجانی چاہئیں۔نفس کی طغیانی کو حالِ سکون و اطمینان ہوجانا چاہئے۔ یہ نفس ہی ہے اور اونچ نیچ کا تصور جو باہم تفرقے اور

افراتفری کے باعث بنتے ہیں اور خود غرضی اور استحصال پر مبنی روابط ہیں جو دلوں کی کدورت کو بڑھاتے ہیں۔ لیکن جب یہی روابط خالق خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر بڑھائے جاتے ہیں تو دلوں کی زندگی کے ضامن ہوتے ہیں۔

اب اسلام کی ایک اور عبادت ،حج، کے فلسفہ پر غور کیجئے۔

امام خمینی فرماتے ہیں:

''سبھی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ فلسفہ حج کا ایک پہلو مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد اور آپسی میل جول کو مضبوط بناتا ہے۔''[۱]

حج دنیا کی بنائی ہوئی تفرقے کی تمام دیواروں کو منہدم کردینے کا ایک عالمگیر پیغام ہے۔ یہ انسانیت کو سربلند کرتا ہے۔ انسان کو اس کا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ نہ کوئی صاحب اقتدار نظر آتا ہے۔ نہ حاکم اور نہ محروم ومحکوم۔ غرض کہ ساری انسانیت ایک ہی دھاگے میں پروئی ہوئی نظر آتی ہے جو کلمہ توحید لااله الاالله کی مظہر ہوتی ہے۔ ساری مخلوق اپنے خالق کی خوشنودی کے لئے اللّٰھم لبّیک ، لبّیک الھم لبّیک کہتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ بھلا اس میں غرور کیوں کر پنپ سکتا ہے؟ چاہے وہ بادشاہ وحکمراں ہی کیوں نہ ہو! اس طرح حج عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنیت کے فساد کو مٹانے اور نفس کی طغیانی کو روکنے کا ذریعہ بھی ہے۔ عبادت حج کو صحیح طور پر پورا کرنے کے لئے اس عظیم اجتماع کی ذریعہ بھی ہے۔ عبادت حج کو صحیح طور پر پورا کرنے کے لئے اس عظیم اجتماع کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کا مثبت استعمال مسلمانوں اور عالم انسانیت کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کرے۔

احکامات قرآنی پر غور فرمائیں۔

واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالا وعلی کلّ ضامر یّاتین من کلّ فج عمیق لیشھدوا منافع لھم[۲]

حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی دبلی (سواریوں) پر جو راہ دور دراز طے کرکے آئی ہوں گی (چڑھ چڑھ کے) آپہنچیں گے تاکہ اپنے، (دنیا وآخرت کے)، فائدوں پر فائز ہوں۔

یہ اس بات کا اعلان ہے کہ دنیا وآخرت دونوں کے فوائد حج بیت اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ حج پر ہر مسلمان کو غور وفکر کرنا چاہئے۔

''حج وہ عظیم فریضۂ الٰہی ہے جو انسانیت کو مذہبی اور سماجی امور میں بیداری عطا کرتا ہے۔ اس رسم کی ادائیگی میں حقیقی اسلام کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ بہت سی سیاسی ذمہ داریاں ہیں جو کسی اجتماع خصوصاً اس عظیم اجتماع حج کا ایک ناگزیر حصہ ہیں۔ ان میں سے ایک ذمہ داری اسلام اور مسلمانوں کی بنیادی اور سیاسی مشکلات سے آگاہ ہونا ہے۔ اس آگاہی یا واقفیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ مذکورہ اجتماع میں شامل تمام مذہبی رہنما دانشمند اور زائرین بیت اللہ اپنے مسائل پر ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کریں! اپنے مسائل کا مل جل کر تلاش کریں تاکہ جب لوگ اپنے اپنے ممالک کو واپس ہوں تو اس کے مطابق اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔[۳۳]

حج ایک عبادت ہے جو جذبہ محبت واطاعت کا یقین واخلاص کے ساتھ اعلان ہے۔ یہ اعلان اقرار بندگی بھی ہے اور اعلان اخوت ومساوات بھی۔ یہ بات پیغمبرؐ کے آخری خطبہ حج سے بھی عیاں ہے:

''اے لوگو! تمہاری جان، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے کے لئے قیامت تک اتنی ہی مقدس اور قابل احترام ہے جتنا یہ دن (عرفہ) یہ مہینہ (ذی الحجہ) اور یہ شہر (مکہ معظمہ)۔ اے لوگو! ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کا مال بغیر اس کی مرضی کے لینا جائز نہیں ہے۔ دیکھنا میں نے بات پہنچادی۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے لوگو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔''[۳۴]

اس طرح حج میں جانے والے سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک کا دوسرے پر حق ہے۔ انہیں ایک دوسرے کی فلاح وبہبود کا خیال رکھنا چاہئے۔

حج ایک عبادت ہے جس کا تعلق خود انسان کے دل سے بھی ہے کہ ہر حاجی اپنے جذبات کو احکام الٰہی کا پابند بناتا ہے، مال خرچ کرتا ہے اور جسمانی دشواری برداشت کرتا ہے صرف اس لئے کہ اللہ و رسولؐ کی خوشنودی حاصل ہو اور اب جو حج کرکے پلٹے تو اس طرح کہ زندگی صراط مستقیم پر گذرے اور وحدت سربلند نظر آئے اور اجتماعیت پر عظمت۔ اسلامی اخوت اور مساوات میں پروئی

ہوئی، جہاں نہ کوئی فقیر ہوتا ہے اور نہ کوئی کج کلاہ۔ سب وحدت کے رشتے میں پروئے ہوئے تقویٰ وطہارت کے متلاشی، عاجزی وفروتنی سے سر جھکائے، سبک خرام، اطاعت الٰہی کے مظہر نظر آتے ہیں۔ اسی لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ غور وفکر کریں کہ حج ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہمیں غور وفکر کرنا چاہئے کیونکہ اسلام کے سبھی ارکان بشمولیت حج اپنے ساتھ تمام تر معنویت لئے ہوئے ہیں۔ ان کا اپنا ایک فلسفہ ہے۔

لیکن بقول امام خمینی اس کو کیا کیا جائے کہ" اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا درد یہ ہے کہ ابھی تک بہت سے لوگ اسلامی احکام کے حقیقی فلسفہ سے نا آشنا ہیں اور حج اپنے تمام تر اسرار وعظمت کے باوجود ابھی تک ایک خشک عبادت اور ایک لاحاصل اور بے ثمر نقل وحرکت سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے عظیم فرائض میں سے ایک فریضہ اس حقیقت وواقعیت کو سمجھنا ہے کہ حج کیا ہے؟ اور کیوں ہمیشہ اسے برپا کرنے کے لئے مالی او معنوی امکانات کا ایک بڑا حصہ صرف کیا جائے؟ جو چیز اب تک نافہموں یا مغرب پرستوں اور دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے فلسفۂ حج کے عنوان سے پیش کی ہے، یہ ہے کہ حج کہ اجتماعی عبادت اور ایک زیارتی وتفریحی سفر ہے۔ اس کا حج سے کیا سروکار کہ کس طرح جینا چاہیے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حج صاحب خانہ کعبہ یعنی خدا سے بندہ کے تقرب اور اتصال کا ذریعہ ہے۔ حج صرف حرکات وسکنات، اعمال ولفظوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ صرف کلام، لفظوں اور بے جان حرکات وسکنات سے انسان خدا تک نہیں پہنچتا۔ حج معارف الٰہی کا وہ مرکز ہے جس کے ذریعہ اسلامی سیاست کی جامعیت کو زندگی کے گوشہ گوشہ میں دریافت کرنا چاہئے۔ حج تمام مادی ومعنوی رذالتوں سے دور ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیادو تاسیس کی دعوت دیتا ہے۔ حج دنیا میں ایک انسانی اور ایک رو بہ کمال معاشرہ کی تمام میدانوں میں عشق آفریں زندگی کی تجلی اور اس کی بار بار تکرار کا نام ہے۔ اعمال حج، اعمال زندگی ہیں۔ امت اسلامی کا پورا معاشرہ چاہے وہ کسی بھی نسل اور کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہوابراہیمی ہونا چاہئے تاکہ امت محمدؐ یا پھر آپ کے عظیم انبوہ وگروہ میں شامل ہوسکے، ایک ہوجائے اور یہ امت واحدہ کی شکل میں ظہور کرے۔ حج اسی توحیدی زندگی کی تنظیم وتمرین وتشکیل کا نام ہے۔ حج مسلمانوں کی مادی ومعنوی قوت وطاقت کی نمائش گاہ اور استعدادوں کی پرکھ کا آئینہ ہے۔"

''حج قرآن کی مانند ہے جس سے سبھی بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن امت اسلامی کا درد رکھنے والے مفکرین اور دور اندیش افراد اگر حج کے دریائے معارف میں غوطہ ور ہوں اور اس کے احکام نیز اجتماعی سیاستوں کی گہرائیوں میں اترنے سے خوف زدہ نہ ہوں تو اس دریائے رشدوہدایت ، حکمت وآزادی ضمیر کے موتی زیادہ سے زیادہ حاصل کریں گے،اس کے حکمت ومعرفت کے آب زلال سے تاابد سیراب ہوتے رہیں گے۔۵

حج کے فلسفہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ امام خمینی فرماتے ہیں:

''لیکن کیا کیا جائے اور اس عظیم کرب کو کہاں لے جایا جائے حج قرآن ہی کی طرح تنہا اور بے یارومدگار ہوگیا ہے۔ جس طرح یہ کتاب زندگی اور مجموعہ کمال وجمال ہمارے خود ساختہ حجابوں میں پنہاں ہوگیا ہے اور اسرار آفرینش کا یہ گنجینہ ہماری کج فکریوں کی منوں مٹی کے نیچے دفن ہو کر رہ گیا ہے، یوں ہی حج بھی ان ہی حالات اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال جاتے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ و ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ہاجرہ کے نشان قدم پر گامزن ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک ایسا نہیں جو اپنے آپ سے پوچھے کہ یہ ابراہیم ومحمد کون تھے اور انہوں نے کے اکیا؟ ان کا مقصد کیا تھا اور انہوں نے ہم سے کیا چاہا ہے؟ تنہا وہ چیز جس پر غور نہیں کیا جاتا یہی نکتہ ہے۔ مسلم پر بے روح اور بے حس وحرکت وبے قیام اور اتحاد سے دور حج ، وہ حج نہیں ہے جس سے کفر وشرک لرز براندام ہوں''۔۶

اگر حج کو اس کی تمام تر معنویت کے ساتھ ادا کیا جائے تو پھر حج'' تمام مادی اور معنوی رزالتوں سے دور ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیادوتاسیس کی دعوت'' دیتا نظر آئے گا کیونکہ (جیسا کہ امام خمینیؒ نے فرمایا ہے)'' حج دنیا میں ایک انسانی اور روبہ کمال معاشرہ کی تمام میدانوں میں عشق آفریں زندگی کی تجلی اور اس کی باربار تکرار کا نام ہے۔ اعمال حج، اعمال زندگی ہیں۔''۷

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ'' حج اور قرآن کی تجدید حیات اور ان دونوں کو اپنی زندگی میں واپس لانے کی بھرپور کوشش کریں اور اسلام کے باوفا محققین ، لوگوں کے سامنے فلسفۂ حج کی صحیح تصویر اور حقیقی تفسیر پیش کرکے ان درباری ملاؤں کے تمام کے تمام خرافاتی تاروپور بکھیر کر رکھ دیں۔۸

اور حقیقت بھی یہی ہے ۔ یہ حج'' وہ لازوال الٰہی تحفہ اور ہمیشہ جاری رہنے والا دریا ہے

جس میں مسلمانان عالم ہمیشہ اپنی بیماری، آلودگی، زندگی کی تلخیوں اور رنج و مصیبت کا غبار دھو سکتے ہیں اور اس ابدی ذخیرہ کی مدد سے ہر دور اور زمانہ میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

فلسفۂ حج اور دانشوروں اور مذہبی علماء کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے امام خمینی نے فرمایا:

''ہمارے سبھی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ فلسفہ حج کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک دوسرے کے لئے احساس مفاہمت و بھائی چارہ پیدا ہو۔ یہ (بھی) ضروری ہے کہ دانشور اور مذہبی پیشوا اپنے بنیادی سیاسی اور اجتماعی عقائد کو اپنے مسلمان بھائیوں کو سمجھائیں۔''[۹]

یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ''....اسلام ایک عظیم دین اتحاد ہے۔ یہ جھوٹی شان و شوکت بت پرستی اور خود غرضی کا خاتمہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا دین ہے جو (خود) انسان کی فطرت پر مبنی ہے۔ یہ ہر ایک کو نیچر کی غلامی اور اس کے طور و طریق سے آزاد کرتا ہے اور جنون سے بھی، جو ظاہری اور مخفی ہیں۔ یہ ایک سیاست (الوہی) کا دین ہے جو ہر ایک کو صراط مستقیم کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اسلام نہ مشرقی ہے نہ مغربی...''[۱۰]

اسلام مسلمانوں پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ تلاش حق کریں اور راہ حق پر گامزن رہتے ہوئے شیطانی طاقتوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ امام خمینی نے اتحاد اسلامی، مساوات اور بلندی افکار و خیالات پر زور دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ ''اے محترم زائرین! آپ دنیا کے مختلف حصوں سے اللہ کے مطہر گھر اور اتحاد کے مرکز، وحی کے مقام، ابراہیمؑ اور محمدؐ دو انسانوں کی جگہ پر جنہوں نے بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور جنھوں نے مستکبرین کے خلاف انقلاب برپا کیا تھا، مجتمع ہوئے ہیں۔ آپ اب بابرکت جگہ پر جمع ہوئے ہیں جو نزول (پیغام) کے وقت باوجود ایک بے آب و گیاہ ریگ زار اور پہاڑی (مقام) ہونے کے' اللہ کے فرشتوں کے نزول کا مقام تھا، جہاں خدا کے مجاہدین پر حملے ہوئے تھے (جو) اللہ کے پیغمبرؐ اور اس کے پاک بندے تھے۔ آپ کو ان جگہوں کی، جہاں آپ تشریف لائے ہیں، اہمیت اور بلندی کا احساس ہونا چاہئے۔ آپ کو اس بت شکن مرکز سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ان بڑے بتوں کو توڑنے کے لئے (تیار ہو کر) جانا چاہئے، جنھوں نے اپنے چہرے

بدل لئے ہیں اور بڑی شیطانی طاقتوں اور زمین پر لوٹ کھسوٹ کرنے والوں (کی شکل میں) نمودار ہوئے ہیں ۔ آپ کو ان تانشاہوں کی جھوٹی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔خدا پر بھروسہ رکھئے۔ ان پاک مقامات پر اتحاد ویکتائی کا عہدوپیان کیجئے۔علیحدگی اور ایک دورے سے جنگ وجدال سے بچئے جیسا کہ خدا نے حکم دیاہے:" آپس میں جنگ وجدال نہ کرو کہ یہ (لڑائی) تمہاری عزت کومٹاڈالے گی، اعتقاد اور اسلام کے طور طریقے تمہاری اس لڑائی سے کم ہوں گے۔ اور انفرادی خواہشات کی وجہ سے تمہاری (اس طرح) یکجا ہونا خدائی احکام کے خلاف ہے۔ متحد ہو! حق پر،توحید پر (کہ یہی)ملت اسلامیہ کی بلندی کی بنیاد ہے اور یہی (بات) آپ کو فتح دلائے گی۔"

" کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی صعوبتوں کی سب سے بڑی وجہ خود آپ کا انتشار ہے۔ اٹھئے ! قرآن پر عمل کیجئے ، خدا کے احکامات پر عمل پیرا ہوئیے اور آپ کی واپسی اسلام کو بڑھانے اور اس کی عظمت وبلندی کی طرف ہوگی۔ آیئے ! اور فقط خدا کے کلام پر کان دھریئے فرداً فرداً دو دو (ایک ساتھ) خدا کے لئے اٹھیئے ۔ اٹھیئے خود اپنے اندر کے شیطانوں کے خلاف...."

" اے مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین ! اپنا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیجئے ، خدا سے لولگایئے' اسلام پر بھروسہ کیجئے اومستکبرین اور ظالمین کے خلاف عوامی حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئیے۔ اے خدا کے گھر کے حاجیوں' ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوجایئے ان مقدس مقامات میں مسلمانوں کی سربلندی اور دنیا کے محروم غم نصیب لوگوں کے لئے خداسے کامیابی کی دعا کیجئے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر عبادت کا فائدہ دنیا اور آخرت کے لئے ہے۔ یہ راز امیر المومنین حضرت علیؑ نے حج کے تذکرہ میں "کلمہ تصدیق"" مقامات انبیاء"" تجارت کے منافع"" اسلام کا علم" اور" پناہ لینے والوں" کا ذکر کرکے ہمیں بتایا ہے ۔ ظاہر ہے کہ کلمہ کی تصدیق جھوٹے خداؤں ، استحصال کنندگان اور ظالمین سے اعلان برائت ہے۔ ذکر مقامات انبیاء سنت ابراہیمی کا ذکر ہے۔ تجارت کے منافع دنیا اور آخرت کے لئے ہیں کہ نیکو کار دنیا سے زاد راہ حاصل کرتا ہے۔ ذکر علم اسلام ، ذکر اتحاد واخوت والے پناہ لیتے ہیں، اب خالق سے لولگاتے ہیں ایمان وعمل کی منزلوں پر فائز ہونے کے آرزو مند، ان کے متلاشی برکات خداوندی سے بہرہ مند ہونے کے لئے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں، اس یقین کے ساتھ کہ اب جو سیرابی کے ساتھ اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹیں گے تو

نفس کی طغیانی پر روک لگائے ہوئے۔ حرص، نیک نیتی اور عمل کے وعدہ کے ساتھ اور امن وصلح اور آشتی کی حقیقی بنیادوں کے استحکام کے آرزومند اور اس کے لئے کوشاں بن کر۔

حضرت علیؑ نے ارشادفرمایا ہے:" (خدا نے) تم پر حج واجب کیا ہے اپنے خانہ کعبہ کا جس کومخلوق کا قبلہ قرار دیا ہے۔ جہاں لوگ اس طرح ٹوٹتے ہیں جس طرح (پانی پر) جانور اور اس طرح فریفتہ ہوتے ہیں جس طرح کبوتر اور جسے خدائے سبحانہ نے اس کی علامت قرار دی ہے کہ بندے اس کی عظمت کے سبب سے تواضع کریں اور اس کی عزت کے مقرہوں اور اپنی مخلوق سے ایسے سننے والے بندوں کو چنا جنہوں نے اس کی دعوت قبول کی۔ اس کے کلمہ کی تصدیق کی۔ مقامات انبیاء میں ٹھہرے اور عرش خدا کے طواف کرنے والے فرشتوں کے مثل قرار پائے۔ (کیونکہ وہ) عبادت خدا کی تجارت کے منافع جمع کرتے اور اس کے وعدہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ خدائے سبحانہ، نے اس (کعبہ) کو اسلام کا علم اور پناہ لینے والوں کے لئے امن کی جگہ قرار دی ہے۔ (لہذا) اس کے حج کوفرض اور اس کے حق کو واجب کیا ہے۔"[11]

حج " ثابت قدم" رہنے کا سبق بھی دیتا ہے جیسا کہ امام خمینیؒ نے ارشادفرمایا ہے:"... حجاج کرام کو اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے کہ مکہ مکرمہ پیغمبر اسلامؐ کے دور رسالت میں رونما ہونے والے حوادث کا آئینہ ہے۔ اس سرزمین کا ہر گوشہ انبیاء علیہم السلام اور امین وحی حضرت جبرئیل کے نزول کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور راہ اسلام میں ہمارے نبی اکرمؐ نے جو مصائب اور پریشانیاں برداشت کی ہیں ان کی یاددلاتا ہے اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کردیتا ہے کہ درحقیقت الٰہی رسالت کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں آنے والے مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انبیاء اور ائمہ معصومینؑ نے کیسی بے مثال پائداری کا ثبوت فراہم کیا ہے اور ابولہب کی تہمت وشعب ابی طالب میں اقتصادی ناکہ بندی کے دوران ہمارے پیغمبرؐ نے کیسے کیسے مصائب برداشت کئے ہیں اور اس کے بعد بھی وہ الٰہی راہ پر ثابت قدم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مکہ ومدینہ کی گلیوں، بازاروں، جنگلوں اور پہاڑوں سے ہدایت کا پیغام ملتا ہے۔ اگر وہ اس وقت آپ لوگوں سے ہم کلام ہوتے تو" فاستقم کما امرت" کے راز ورمز سے آپ لوگوں کوضرور آگاہ کرتے۔"[12]

حج معاشروں کے باہمی تعلقات اور ارتباط کو واضح اور مضبوط کرتا ہے۔ یہی نہیں کہ تمام

حاجی ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ بلکہ اب جو واپس اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہونچتے ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے حج نہیں کیا ہے ان حاجیوں سے ملتے ہیں اور بین الاقوامی حالات سے باخبر ہوتے ہیں، نئے مسائل اور ان کے حل کو سمجھتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ "مشرق ومغرب بر وبحر میں رہنے والے خدا کے تمام بندے حتی کہ وہ افراد بھی حج کے فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں جنہوں نے حج نہیں کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ انسان جب اس عظیم منظر اور جم غفیر کا نظارہ کرتا ہے، تب کہیں لفظ "ناس" کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔

۱۹۹۳ء میں عالم اسلام کے نام اپنے حج کے پیغام میں آیت اللہ خامنہ ای نے امام خمینیؒ اور حج پر ان کے افکار وخیالات کے حوالے سے فرمایا کہ" ہمارے زمانے میں وہ سب سے عظیم شخصیت جس نے حج کو اوہام کے پردوں سے باہر نکالا اور اس کے اسرار کو مسلمانوں کے ایک عظیم طبقے کے ذہنوں میں بھی اور عمل میں بھی اجاگر کیا ہمارے امام رضوان اللہ علیہ کی ذات تھی۔ انہوں نے حج ابراہیمی کی دعوت دی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک بار پھر"واذن فی الناس فی الحج" (اے رسولؐ! لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردیجئے) کی آواز اہل عالم کے کانوں تک پہنچائی کہ:

"حج ابراہیمی وہی حج محمدی ہے جس میں توحید واتحاد کی سمت حرکت وپیش قدمی تمام مراسم وشعائر کی روح وجان ہے وہ حج جو حرکت وہدایت کی اساس اور امت واحدہ کی حیات وقیام کا اصل وبنیادی ستون ہے۔ وہ حج جو فائدوں سے بھرپور اور ذکر خدا سے مملو ہے۔ وہ حج جس میں مسلمان قومیں محمدؐ کی عظیم امت کے درمیان اپنے حضور و وجود کو لمس کرتی ہیں اور قوموں میں برادری و قربت کا احساس پیدا کر کے اپنی کمزوری اور شکست وناتوانی کے احساس سے نجات پاتی ہیں۔"

بلاشبہ حج وہ عبادت ہے جس میں دنیا وآخرت کے فوائد ہیں۔ یہ اپنے اندر بنی نوع انسان کے لئے بے شمار درس کی دولت لئے ہوئے ہے بشرطیکہ انہیں بینائی اور دانائی سے پڑھا اور سمجھا جائے! حج ہمیں درج ذیل اہم اسلامی امور فرائض کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

(۱) تزکیہ نفس اور خلوص نیت کا سبق دیتا ہے۔

(۲) ایمان تقویٰ اور عمل کی راہیں دکھلاتا ہے کہ ہم اللہ والے ہوجائیں۔

(۳) قرآن وسنت اور آئمہ علیہم السلام کے تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کا سبق

دیتا ہے۔

(۴) وحدت امر مسلمہ کے جائز مفادات ومقاصد سے آگاہ کرتا ہے۔

(۵) ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کی طرف اور ایک انسان کی دوسرے انسان کی طرف ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔

(۶) حقوق انسانی کی تعلیم دیتا ہے، نابرابری اور تبعیض کو مٹاتا ہے کہ تمام انسانوں کو خدا نے خلق کیا ہے۔

(۷) مسلمانوں کے مابین اور تمام دیگر افراد سے مثالی کردار کے ساتھ پیش آنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔

(۸) جور وظلم سے باز آنے اور عدل وانصاف کے ساتھ صلح وآتشی اور امن قائم کرنے کی ذمہ داری عاید کرتا ہے۔

اس طرح حج ایسی عبادت ہے جہاں نفس کا محاسبہ بھی ہوتا ہے اور اپنے خالق سے بخشش کی دعاء بھی، جہاں ہر طرح کی برائیوں کے خلاف اعلان برأت بھی ہوتا ہے اور تجدید عہد بھی، جہاں ابلیس اور ہر طرح کے ابلیس صفت افراد کے خلاف اعلان برأت ہوتا ہے اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا بھی۔ حج انسان بناتا ہے۔ اس کا توحید کے اولین اصولوں میں شمار ہوتا ہے۔ اگر مسلمان ''خانۂ ناس'' اور ''خانۂ خدا'' میں دشمنان خدا سے اظہار برأت نہ کریں تو پھر کہاں وہ اس کا اعلان کریں؟ اگر کعبہ خدا کے جانبازوں نیز حرمت انبیاء اور عظمت حرم کے پاسبانوں کے حفاظتی مورچے نہیں بن سکتے تو پھر ان کا مامن وپناہ گاہ اور کہاں ہے؟

مختصر یہ کہ خود امام خمینیؒ کے مندرجہ بالا خیالات کی روشنی میں، ان کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ...آج کے جیسے دور میں جبکہ سربراہن کفروشرک کے ہاتھوں توحید کا اصل وجود ہی خطرہ میں پڑا ہوا ہے اور یہ لوگ ملتوں کی قومی، ثقافتی، دینی وسیاسی نشانیوں کو اپنی ہوس وشہوت رانی کا ایک کھلونا بنائے ہوئے ہیں۔ ایسے میں ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارا کیا فرض ہے؟

خود مسلمانوں اور دنیا کے دیگر افراد کو اہل اسلام، اس کے نظریہ عدل وانصاف انسان دوستی اور اخوت ومساوات سے روشناس کرانے کے لئے امام خمینی نے بھی فرمایا ہے کہ ان اجتماعات کے

دوران ہم لوگوں کو دینی تبلیغ اور اسلام کی سیاسی اعتقادی تحریک کی اشاعت کا کام کرنا چاہئے لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ ان باتوں کی طرف بالکل ہی متوجہ نہیں۔ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں لیکن اپنے مسلمان بھائیوں سے مفاہمت، اسلامی احکام کی اشاعت اور عالم اسلام کی مشترکہ پریشانیوں کا حل تلاش کرنے کے بجائے یہ لوگ باہمی اختلافات کو بڑھا وا دیتے ہیں۔ یہ لوگ حج کے دوران فلسطین جو اسلام کا وطن ہے۔ اس کی آزادی کے لئے مشترکہ کوشش کی فکر نہیں کرتے بلکہ ایسی چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات میں اضافہ ہو۔

حوالے:

(۱) النساء۔ آیت ۱۷۰

(۲) امام خمینیؒ

(۳) حجاج بیت الحرام کے نام امام خمینی کے پیغامات کے اقتباسات، راہ اسلام شمارہ ۸۷، جون ۱۹۹۱ء خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، دہلی

(۴) سورہ الحج۔ آیت ۲۸۔۲۷

(۵) امام خمینیؒ

(۶) پیغام حج، آل انڈیا حج کمیٹی دہلی ۱۹۸۸ء صفحہ ۷۵

(۷) امام خمینیؒ کا تاریخی پیغام توحید جلد ۵ شمارہ محرم رصفر (ستمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء سازمان تبلیغ اسلامی، تہران جمہوری اسلامی ایران۔ صفحات ۱۴۳۔۱۴۴

(۸) ایضاً صفحہ ۱۴۴

(۹) ایضاً صفحہ ۱۴۴

(۱۰) ایضاً صفحہ ۱۴۴

(۱۱) آیت اللہ سید علی خامنہ ای حجاج بیت اللہ کے نام پیغام دفتر نمائندگی ولی فقیہ، دہلی ۱۴۱۶ھ صفحات ۴۰۵

(۱۲) امام خمینیؒ زائرین بیت اللہ کے نام پیغام توحید سازمان تبلیغات اسلامی تہران، جمہوری اسلامی ایران، شمارہ ۵ جلد ۴ ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۷۸

☆☆☆☆☆